

ماحول کی صفائی و تحفظ

سیرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی روشنی میں

ڈاکٹر سدرہ بلال، کراچی

(۱) ذاتی صفائی و نظافت اور ماحول کے لیے اس کی اہمیت:

حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے صفائی کو نصف ایمان قرار دیا اور بتدریج صحابہ کو ذاتی اور معاشرتی صفائی کی تعلیم دیتے رہے تاکہ یہ امت کا بنیادی وصف اور مزاج بن سکے۔ گندگی سے پیدا ہونے والے جراثیم اور بیماریوں کی افزائش اور آلودگی کی روک تھام ہو سکے۔ اور ایک صحتمند ماحول اور معاشرہ پروان چڑھے۔

ہر مسلمان پر دن میں پانچ بار نماز وضو کیساتھ فرض کی گئی تاکہ اس سے تمام اعضاء گردوغبار اور جراثیم سے پاک ہو جائیں اور انسان متعدد امراض سے محفوظ رہے۔ چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: لَا يَقْبَلُ اللَّهُ صَلَاةَ أَحَدٍ كُمْ إِذَا أَحْدَثَ حَتَّى يَتَوَضَّأَ [صحیح بخاری: ۶۹۵۴]

”اللہ تعالیٰ تم میں سے کسی ایسے شخص کی نماز قبول نہیں کرتا ہے جو وضو ہو جائے یہاں تک کہ وہ وضو کرے۔“

اسی طرح غسل سے متعلق ایک حدیث میں ہے: حَقٌّ لِلَّهِ عَلَى كُلِّ مُسْلِمٍ أَنْ يَغْتَسِلَ فِي كُلِّ سَبْعَةِ أَيَّامٍ. يَغْتَسِلُ رَأْسَهُ وَجَسَدَهُ. [صحیح بخاری: ۸۹۷، صحیح مسلم: ۸۴۹]

”اللہ تعالیٰ کا ہر مسلمان پر حق ہے کہ سات دن میں ایک بار غسل کرے، جس میں اپنے سر اور جسم کو دھوئے۔“

اسی طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے قبل اور بعد از طعام ہاتھ دھونے کی تاکید کی، پاک چیز سے احتیاج کرنا اور اسکے بعد ہاتھ دھونا سکھا یا، مسواک کرنے کی بار بار تاکید فرمائی تاکہ انسان بیماریوں سے محفوظ رہے اور ماحول صاف اور صحت مند رہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

تَنْظِفُوا بَكُلِّ مَا اسْتَطَعْتُمْ ؛ فَإِنَّ اللَّهَ تَعَالَى بَنَى الْإِسْلَامَ عَلَى النِّظَافَةِ . وَلَنْ يَدْخُلَ الْجَنَّةَ إِلَّا الْكَافِرُ نَظِيفٌ (کنز العمال: ۲۶۰۰۲)

”جہاں تک تم سے ہو سکے صفائی کرو، کیونکہ اسلام کی بنیاد صفائی پر ہے اور جنت میں صرف صاف رہنے والے ہی داخل ہوں گے۔“ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے چھینکنے کے بھی آداب سکھائے، چھینکنے وقت چہرے کو ہاتھ یا کپڑے سے ڈھانپنے کا حکم دیا تاکہ دیگر افراد ان جراثیم سے محفوظ رہیں۔ جسم و لباس کی صفائی اور ارد گرد کے ماحول کی صفائی انسان کے ذہن پر خوش گوار اثرات ڈالتی ہے۔

(۲) ہوا کی تازگی اور خوشبو کی ترغیب:

آپ صلی اللہ علیہ وسلم انتہائی نیک نفس شخصیت کے حامل تھے۔ خوشبو بہت پسند فرماتے اور اس کا تحفظ کبھی رد نہ فرماتے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کو میل جول اور اجتماع میں شرکت کے لیے غسل کرنے، صاف لباس پہننے اور خوشبو استعمال کرنے کی تعلیم دی تاکہ اجتماعی ماحول خوشگوار ہو۔

صحابہ کرامؓ فرماتے ہیں جس گلی سے نبی کریمؐ گزر جاتے وہ معطر ہو جاتی۔ (شمائل ترمذی)

آپ نے فرمایا: حَبَّتْ لِي مِنَ الدُّنْيَا: النِّسَاءُ وَالطَّيِّبُ. وَجُعِلَ قَرَّةٌ عَيْنِي فِي الصَّلَاةِ. [صحیح سنن نسائی: ۳۹۴۹]

”دنیا کی چیزوں میں سے عورتیں اور خوشبو میرے لیے محبوب بنا دی گئی ہیں اور میری آنکھوں کی ٹھنڈک نماز میں رکھی گئی ہے۔“ بدبو پیدا کرنے والی چیزیں خصوصاً کپاہن اور بیاز کھانے کو پسند نہ فرماتے۔ فرمایا: جو شخص پیاز، ہنسن کھائے وہ ہمارے قریب نہ آئے، ہمارے ساتھ نماز نہ پڑھے۔ (صحیح بخاری: ۸۵۶)

ایک دن لوگ مسجد نبوی میں آئے، چونکہ مسجد تنگ تھی اور کاروباری لوگ میلے پکڑوں میں چلے آتے تھے، پسینہ آیا تو تمام مسجد میں بو پھیل گئی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہاتھ دھو کر آئے تو اچھا تھا۔ اسی دن سے غسل جمعہ ایک حکم شرعی بن گیا۔ (صحیح بخاری)

احادیث میں جمعہ کے دن خاص طور سے نہاد جو خوشبو لگانے کی تاکید آئی ہے۔ خوشبو کے انسان کی نفسیات پر بہت مثبت اثرات مرتب ہوتے ہیں۔

انسان کے ماحول میں اگر فطرت کے خلاف عوامل کارفرما ہو جائیں تو ماحول آلودہ ہو جاتا ہے جو انسان کی ذہنی و جسمانی صحت کے لئے نقصان دہ ہے۔ یہی وجہ ہے کہ پیارے نبی کی سیرت میں ہمیں ماحول کے تحفظ کی تاکید اور تعلیم ملتی ہے۔

جدید دور میں فضائی آلودگی اور اس سے تحفظ:

کارخانوں اور گاڑیوں سے نکلتی ہوئی ناگوار بو اور دھواں، کوڑے کو سچھ ڈسپوز نہ کرنے اور جلانے کی وجہ سے، جنگلات کی آگ سے، کان کنی سے، گھر میں استعمال ہونے والے مختلف اسپرے اور پالش کی زیادتی سے، لیبارٹری اور فیکٹریز سے نکلنے والے کیمیکلز کے ذرات اور تاجیکار عناصر، صفائی کے ناقص انتظام کے باعث مٹی اور جراثیم

کے ہوا میں شامل ہوجانے کی وجہ سے فضا آلودہ ہو رہی ہے۔

مسلمانوں کی تاریخ گواہ ہے کہ سیرت کی ہدایت کی روشنی میں کس طرح شہروں کے اندر فضائی آلودگی سے بچاؤ کے انتظامات کئے جاتے تھے۔ مقدمہ ابن خلدون میں صاحب کتاب لکھتے ہیں:

”شہروں اور آبادیوں کی تعمیر و ساخت کے بارے میں سب سے پہلے جس چیز کا خیال رکھنا ضروری ہے وہ تازہ اور پاک ہوا ہے۔ تاکہ لوگ بیماریوں اور آفات سے محفوظ رہیں۔ اگر تازہ ہوا کا گزر اور گندی ہوا کا نکاس نہ ہو اور مکان کے اندر تعفن پیدا ہوجائے یا آبادی گندے جو ہڑوں، بدبودار چشموں اور سڑے ہوئے کھیتوں کے پاس موجود ہوتوان مکانوں میں رہنے والے لوگ یقیناً طرح طرح کی بیماریوں میں مبتلا ہوجائیں گے۔ جن شہروں اور بستیوں میں تازہ ہوا کے حصول کا اہتمام نہیں کیا جاتا وہ اکثر امراض و آلام کی زد میں رہتی ہیں۔“

ہوائی آلودگی سے چیزوں کو نقصان کے علاوہ انسانی صحت کو یہ نقصان پہنچ سکتے ہیں: آنکھوں، ناک، حلق کی سوزش، سردرد، پھیپھڑوں کی بیماریاں مثلاً COPD، فائبروسس، انفلیشن، کینسر۔ benzene کے بخارات سے لیوکیمیا، جگر کا کینسر، پارے کے بخارات سے اعصابی بیماریاں، جنین پر اثرات۔

تدابیر:

ذاتی گاڑیوں کی جگہ عوامی ٹرانسپورٹ کی اچھی سہولیات کا انتظام کرنا چاہیے، گاڑیوں میں لوگ مل کر سفر کریں، برقی یا ہائبرڈ گاڑیوں کو ترجیح دیں، گاڑی یا موٹر سائیکل کے بغیر جو لوگ جس حد تک پیدل یا سائیکل پر سفر کر سکتے ہوں، اس پر کریں۔

ارشاد رسول کے مطابق صفائی کو نصف ایمان سمجھتے ہوئے، اور صحت کے لیے اجتماعی اقدامات کی اہمیت محسوس کرتے ہوئے، فیکٹریوں کے فضلے کو مناسب طریقے سے ٹھکانے لگا یا جائے تاکہ ان کے فاسد ذرات فضا میں شامل نہ ہوں۔

(۳) گھروں کی تعمیر میں ہوا اور روشنی کا انتظام:

وَاللَّهُ جَعَلَ لَكُمْ مِّنْ بُيُوتِكُمْ سَكَنًا (النحل: ۸۰) اور اللہ نے تمہارے لیے تمہارے گھروں کو جائے سکون بنایا

اس سکون کے لئے ضروری ہے کہ گھروں کی بناوٹ میں تازہ ہوا اور روشنی کے گزر کا خیال رکھا جائے۔

حضرت معاویہ بن حیدہ کی ایک روایت کے مطابق نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے گھروں کی دیواروں کو اتنا اونچا کرنے سے منع فرمایا کہ جس سے پڑوسی کی ہوا رک جائے۔

گھر کشادہ ہوں تو بھی مناسب ہوا اور روشنی حاصل ہو جاتی ہے۔ پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں یہ دعا بھی سکھائی:

ووسع لي في داري (نسائی، ترمذی)

’اللہ میرے لیے میرے گھر کو کشادہ کر دیجیے‘

دوسری طرف ایک مسئلہ رات کو زیادہ روشنی یا کسی جگہ مصنوعی روشنی کی زیادتی ہو سکتی ہے جو کسی کارخانے یا عوامی جگہ پر ہو سکتی ہے۔ غیر فطری روشنی کی زیادتی یا بے وقت ہونا فطری ایکوسٹم، فطری دن رات کے نیند کے چکر، آنکھوں اور اعصاب کو متاثر کر سکتی ہے۔

(۴) ہوا: مضر شعاعوں سے بچاؤ:

مضر الیکٹرو میگنیٹک شعاعوں میں الٹرا وولٹ ریڈ، ایکس ریز، گاما ریز، کاسمک ریز شامل ہیں۔ ان کے ذرائع سورج، انسان کے بنائے ہوئے نیوکلیئر پلانٹس، لیبارٹری اور ہسپتال ہیں۔ سورج کی شعاعوں کے اثرات زمین کے گرد اوزون کی تہہ میں شکاف سے بڑھ جاتے ہیں۔

الیکٹرو میگنیٹک شعاعوں سے یہ بیماریاں ہو سکتی ہیں: کینسر، اعصابی بیماریاں، تولیدی مسائل، امیونٹی یا قوت مدافعت کی کمی، جلد اور خون کی بیماریاں اور خود شعاعوں سے الرجی۔

سورج کی روشنی میں بہت زیادہ رہنے سے ان حالتوں اور بیماریوں کا امکان بڑھ سکتا ہے:

Sun tan, sun burn, freckles, melasma, age spots, actinic chelitis, Precancerous (actinic keratosis) and cancerous conditions (basal cell carcinoma, bowen disease, squamous cell carcinoma, and melanoma)

رسول نے خطبے کے دوران ایک آدمی پر دھوپ یا آدھی دھوپ آنے پر اس سے اٹھنے کے لیے کہا (ابوداؤد، احمد)۔

ٹھنڈے سائے کو نعت کہا (تفسیر ابن کثیر۔ ابوداؤد، ترمذی، نسائی)۔

تیز دھوپ سے بچنے اور براہ راست سامنا نہ کرنے کے لیے یہ اقدامات کیے جاسکتے ہیں: ایسے وقت میں باہر نہ نکلا جائے، سائز لباس اور سن اسکرین کا استعمال کیا جائے۔

نیوکلیئر پلانٹس اور لیبارٹریز میں حفاظتی تدابیر اختیار کی جائیں۔ انہیں مفید اور ضروری استعمال تک محدود کیا جائے۔

ایٹمی تابکاری کے نسل در نسل اثرات سے بچنے کے لیے کرہ ارض پر ایٹمی ہتھیار استعمال کرنے والوں کے خلاف اقدامات کیے جائیں۔

سورج کی الٹرا سائونڈ شعاعوں سے حفاظتی حصار اوزون کو برقرار رکھنے کے لیے کلوروفلورو کاربنز اور دیگر کے اخراج کو روکا جائے۔ اس کے لیے ریفریجریٹرز، ایئر کنڈیشنرز، ڈی ہیوی میڈیا فریجی بناوٹ اور مرمت پر توجہ دی جائے۔ پرفیومز اور دیگر اسپرے، بلوانگ ایجنٹس، فوم اور بیکنگ میٹیریل کے لیے اصول وضع کیے جائیں اور انہیں مد نظر رکھا جائے۔ ان صنعتوں سے وابستہ اداروں، اور ملکی اور عالمی سطح پر پالیسی سازوں اور قانون سازوں کو ان امور کا خیال رکھنا چاہیے۔

گویا قدرتی نظام میں انسانی مداخلت فساد کا سبب بن رہی ہے۔

ظَهَرَ الْفَسَادُ فِي الْبَرِّ وَ الْبَحْرِ بِمَا كَسَبَتْ آيَدِي النَّاسِ لِيُذِيقَهُمْ بَعْضَ الَّذِي عَمِلُوا لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُونَ (۴۱ الروم)
'حکمتی اور تری میں فساد برپا ہو گیا ہے لوگوں کے اپنے ہاتھوں کی کمائی سے تاکہ مزا چکھائے اُن کو ان کے بعض اعمال کا، شاید کہ وہ باز آئیں۔'

ایک اور خطرہ جو انسان کی سرگرمیوں سے اس کرۂ ارض کو ہے، وہ گلوبل وارمنگ یا عالمی حرارت میں اضافہ کا ہے۔ جس کی وجہ سے گلیشیر پگھل رہے ہیں اور سیلاب آسکتے ہیں۔ انسان کو توانائی کے حصول کے لیے صرف صحیح مقاصد پر ایندھن کا مناسب استعمال کرنا چاہیے اور توانائی کے متبادل ذرائع ڈھونڈنا چاہئیں۔ توانائی بچانے کی کچھ تدابیر سنت کے مطابق یہ بھی ہیں:

دن کے کاموں کا آغاز فجر کے بعد کر دیں۔ یہ انفرادی سطح پر بھی ہو اور اجتماعی سطح پر اداروں اور بازاروں کے لیے بھی۔

ہر چیز میں مشینوں اور آلات کا سہارا ڈھونڈنے کے بجائے کچھ کام جسمانی مشقت والے بھی کریں۔

(۵) ہوا: صوتی آلودگی سے تحفظ:

اللہ تعالیٰ نے رات کو آرام اور دن کو کام کے لئے مخصوص کیا ہے۔

وَهُوَ الَّذِي جَعَلَ لَكُمُ اللَّيْلَ لِيَسْكُنُوا فِيهَا وَالنَّوْمَ حَبَاتًا وَجَعَلَ النَّهَارَ نُشُورًا (الفرقان 47)۔ اور وہ اللہ ہی ہے جس نے رات کو تمہارے لیے لباس، اور نیند کو سکون موت، اور دن کو بچی اٹھنے کا وقت بنایا۔

دن کے وقت ساری دنیا متحرک ہوتی ہے اور شور کا وقت ہوتا ہے۔

لوگوں کے شور کے علاوہ گاڑیاں، مشینیں، موسیقی کے آلات، فیکٹریوں اور گھر بیلو استعمال کی مشینیں سب ہی پر شور ہیں۔ یہ شور انسانی حس سماعت اور نفسیات کو متاثر کر رہا ہے۔ اور بہرے بن کا سبب بن رہا ہے۔

سورۃ لقمن میں بلند آواز کو گدھے کی آواز سے تشبیہ دی گئی ہے اور نبیؐ کے سامنے اپنی آواز کو پست رکھنے کی تعلیم دی گئی ہے۔ اسی طرح دن یعنی شور کے وقت کی نمازیں سری رکھی گئی ہیں یعنی ظہر اور عصر کی۔ دعا اور ذکر میں بھی آواز معتدل رکھنے کی نصیحت کی گئی ہے۔ موسیقی کو حرام کیا گیا ہے۔

مغرب کے بعد عموماً سرگرمیاں روک کر آرام کی تیاری کرنا چاہیے۔ اور گھروں کے علاوہ اجتماعی سطح سے اس کا نفاذ بازاروں اور تقریبات پر ہونا چاہیے۔

ایئر فونز کا محتاط استعمال کرنا چاہیے۔

آواز کم کرنے والی ایجادات کو استعمال کرنا چاہیے۔ مثلاً سائلنسر، ساؤنڈ پروف بنانا، کارخانوں میں کانوں کے حفاظتی آلات وغیرہ۔

(۶) پانی کی صفائی و حفاظت:

پانی سے انسان اور جانوروں کی مخلوق فائدہ اٹھاتی ہے۔ اس لیے اسلام کی تعلیم یہ ہے کہ کھڑے پانی میں کوئی ایسی نجس یا گندی چیز نہ ڈالی جائے جس سے وہ پانی استعمال کے قابل نہ رہے، اور اس کی وجہ سے دوسرے انسانوں کو تکلیف اٹھانی پڑے۔ تالاب، جھیل، کنجی اور کنویں وغیرہ کے پانی کی صفائی کے تعلق سے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: لَا تَبْلُغْ فِي الْمَاءِ الذَّائِبِ الَّذِي لَا يَجْزِي شَمَّ تَغْتَسِلُ مِنْهُ. [صحیح مسلم: ۲۸۲]

”ایسے ٹھہرے ہوئے پانی میں پیشاب نہ کرو جو جاری نہ ہو (تاکہ ایسا نہ ہو کہ) پھر تم اسی سے غسل کرو۔“ اسی طرح برتن، ٹب، گھڑے اور منگے میں موجود پانی کی صفائی سترائی کے بارے میں فرمایا: إِذَا اسْتَبَقَطَ أَحَدُكُمْ مِنْ نَوْمِهِ، فَلَا يَغْسِلُ يَدَيْهِ فِي الْإِنَاءِ حَتَّى يَغْسِلَهَا ثَلَاثًا؛ فَإِنَّهُ لَا يَدْرِي أَيْنَ بَاتَتْ يَدُهُ. [صحیح مسلم: ۲۷۸]

”جب تم میں سے کوئی آدمی سو کر اٹھے تو اپنے ہاتھ کو پانی کے برتن میں نہ ڈالے جب تک اسے تین بار دھو نہ لے، اس لیے کہ اسے نہیں معلوم کہ رات بھر اس کا ہاتھ کہاں رہا۔“

حضرت عمرؓ کے دور میں بسایا جانے والا مصری شہر فسطاط (موجودہ الہابہ) کے لیٹرین سسٹم اور غسل خانوں کے نظام کو ماہرین نے بہت تفصیل سے بیان کیا ہے۔ محفوظ کنوؤں، چوپچوں، پائپ لائنوں، فواروں اور ہاتھ دھونے کے حوضوں کا ذکر ہے۔ اس آبی نظام سے فن تعمیر اور انجینئرنگ کا کردار ماحول میں سامنے آتا ہے۔ اس کا راز مسلمانوں کا ذوق طہارت و نفاست تھا جو اسلام کے پاکیزہ نظام نے ان کی فطرت میں ودیعت کر دیا تھا۔

آلودہ پانی کے استعمال کے نتیجے میں یہ بیماریاں ہو سکتی ہیں:

Cholera, Typhoid, Amoebiasis, dysentery, hepatitis A, polio, worms infestations, Lead/Arsenic/Fluorine poisoning, radioactive material intoxication, رسول کی ہدایت کے مطابق گھر میں پانی کے ذخیروں کو ڈھانک کر رکھیں۔ باہر گندا پانی ٹھہرنے نہیں دیں۔ اس طرح چھڑوں سے پھیلنے والی بیماریوں مثلاً ملیریا، ڈینگی سے بچا جاسکتا ہے۔ بچنے پانی کے قریب رفع حاجت نہ کریں نہ نجاست پھینکیں۔ بلدیاتی نظم و نسق کے اداروں کو زیر زمین سیوریج اور پانی لیک ہونے کا خیال رکھنا چاہیے۔ سمندروں اور دریاؤں میں جہازوں سے یا صنعتوں سے فضلہ نہ پھینکیں جس میں پلاسٹک، دھاتیں، کیمیکلز، تیل، تابکار عناصر شامل ہیں۔

پانی کے ضیاع سے بچنا:

رسول اللہ ﷺ نے اپنی تعلیمات میں پانی کو ضائع کرنے کی سختی سے ممانعت فرمائی ہے حتیٰ کہ وضو اور غسل کم سے کم پانی میں کرنے کی قوی و عملی تعلیم دی، حضرت عبداللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں:

ان رسول الله ﷺ مر بسعد وهو يتوضأ ، فقال ما هذا السرف ؟

فقال أفي الوضوء اسراف ؟ قال نعم وان كنت على نهر جار (ابن ماجہ: ۴۱۹، مسند احمد)

”رسول اللہ ﷺ حضرت سعد کے پاس سے گزرے اور وہ وضو کر رہے تھے، تو آپ نے فرمایا: یہ کیا اسراف ہے؟ حضرت سعد نے کہا کہ کیا وضو میں بھی اسراف ہے، تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ ہاں (اس میں بھی اسراف ہے) اگرچہ تم بہتی ہوئی نہر سے وضو کرو۔“

خود رسول اللہ ﷺ کا معمول تھا کہ آپ ایک لیٹر سے بھی کم صرف ایک ”مد“ (۶۸۸ ملی لیٹر) پانی سے وضو اور چار لیٹر پانی سے بھی کم صرف ایک ”صاع“ (۳۸۰۰ ملی لیٹر) پانی سے غسل فرمایا کرتے تھے۔ (بخاری: ۱۹۴)

نبی کی تعلیمات کے ان رہنما اصولوں کے مطابق ہمیں چاہیے کہ:

0 برتن، کپڑے، گھر، گاڑی دھوتے ہوئے پانی کے ضیاع سے بچیں۔

0 کام کے دوران چھوٹے وقفوں میں بھی ٹل بند کریں۔

0 پودوں کو مناسب مقدار میں پانی دیں اور استعمال شدہ صاف پانی کو اس مقصد کے لیے دوبارہ استعمال کر لیں۔

0 خراب ٹل، لائنز، ٹینک صحیح کر لیں۔

0 ایسے کسی عمل سے ہر ممکن بچیں جس سے پڑوسی یا کسی عوامی جگہ پر عوام کے لئے جاری پانی رک جائے۔ کسی کا پانی روکنا جائز نہیں۔

ایک حدیث کے مطابق تمام مسلمان تین چیزوں میں شریک ہیں۔ پانی، گھاس اور آگ (ابن ماجہ، کتاب الاحکام)۔

(۷) درخت لگانے کی ترغیب:

درخت آب و ہوا کو صاف کرتا ہے، کاربن ڈائی آکسائیڈ گیس کو جذب کر کے آکسیجن ہوا میں چھوڑتا ہے، غذا، پھل، ادویات اور سایہ فراہم کرتا ہے اور ماحول میں ٹھنڈک پیدا کرتا ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کوئی بھی مسلمان جو ایک درخت کا پودا لگائے یا بھتیجی میں بیج بوئے، پھر اس میں سے پرند یا انسان یا جانور جو بھی کھاتے ہیں وہ اسکی طرف سے صدقہ ہے۔ (صحیح بخاری: ۲۳۲۰)

جس کے پاس کوئی زمین ہے اور وہ خود زراعت نہ کر سکتا تو اپنے بھائی کو دے دے (بخاری) ایک اور موقع پر فرمایا: اگر قیمت قائم ہو جائے اور تم میں سے کسی کے ہاتھ میں کھجور کا چھوٹا سا پودا ہو تو اگر وہ اس بات کی استطاعت رکھتا ہو کہ وہ حساب کے لئے کھڑا ہونے سے پہلے اسے لگائے گا تو اسے ضرور لگانا چاہیے۔ (احمد، بخاری)

آپ ﷺ نے کسی فائدہ مند درخت کو کاٹنے یا برباد کرنے سے سختی سے منع کیا ہے۔

جویری کا درخت کاٹے گا، اللہ اسے اندھے منہ جہنم میں ڈالے گا۔ (ابوداؤد، کتاب الادب) صحرا کے درخت کو مت کاٹو جس سے کسی انسان یا جانور کو زرق یا سایہ حاصل ہوتا ہے۔ (مشکوٰۃ)

رسول اللہ ﷺ غزوات و سرایا میں صحابہ کرام کو روانہ کرتے وقت اس بات کی خصوصی وصیت کرتے تھے کہ وہ دوران جنگ فصلوں اور باغوں کو تباہ نہ کریں اور بچوں، عورتوں اور بوڑھوں کو بھی قتل نہ کریں (سنن کبریٰ بیہقی: ۱۶۶۹۸، الریح الختم: نظرۃ علی الغزوات) اور آپ ہی کے نقش قدم پر بعد کے امیر المؤمنین بھی جنگوں میں ان باتوں کا خصوصی خیال رکھتے تھے اور امیر لشکر کو اس کی ہدایت دیتے تھے، حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ جب کسی لشکر کو روانہ کرتے تو یہ وصیت فرماتے کہ کسی پھل دار درخت کو نہ کاٹو اور کسی آباد مکان اور جگہ کو ویران نہ کرو۔ (ترمذی: ۱۵۵۲)

اسلامی قانون کے تحت ضابطہ احوال الاموات ہے۔ جو شخص کسی شجر زمین کو قابل کاشت بنائے تو اسے اس پر حق ملکیت ہو جاتا ہے۔ یہ قانون زمین کو بیکار رکھنے کے بجائے استعمال کرنے اور کاشتکاری کی ترغیب ہے۔ اس لیے درختوں کو کاٹنے سے حتی الامکان بچنا چاہیے، درختوں کی، حفاظت کرنا چاہیے اور نئے پودے اور درخت لگانا چاہئیں۔

(۸) زمین: گھر اور گلی کی صفائی:

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ پاک ہے، پاکیزگی کو پسند فرماتا ہے، نہایت صاف ستھرا ہے، صفائی کو پسند فرماتا ہے، سخی ہے سخاوت کو پسند فرماتا ہے، اسلئے اپنی گلیاں اور میدان صاف ستھرے رکھو اور بیہودیوں سے مشابہت اختیار نہ کرو جو اپنے گھروں میں کوڑا کرکٹ جمع کر لیتے ہیں۔ (جامع ترمذی الاستیذان، حدیث ۲۷۹۹) جو شخص اپنے گھر، آنگن اور استعمال کی چیزوں کی صفائی سترائی کا اہتمام کرتا ہے تو اس سے فقر و تنگ دستی دور ہوتی ہے، اور غنا و مال داری نصیب ہوتی ہے۔ (کنز العمال، حدیث نمبر: ۲۵۹۹۹)

باہر کی صفائی کا آغاز اپنے گھر کے باہر کی صفائی و پاکیزگی سے کریں اور جس کے پاس جتنے مواقع یا اختیارات ہوں، اس لحاظ سے صفائی کا خیال رکھنا اس کی ذمہ داری ہے۔

(۹) زمین: راستوں اور گزرگاہوں کی صفائی:

اسلام نے سڑکوں، راستوں، گزرگاہوں اور گلیوں کو بھی پاک و صاف رکھنے کا تاکید کی حکم دیا ہے اور ان میں گندگیاں پھیلانے سے منع کیا ہے؛ چنانچہ رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے: تَقْوِ الْمَلَاعِنَ الثَّلَاثَ : الْبِرَازَ فِي الْبُؤَادِ وَالظَّلَّ وَقَارِعَةَ الطَّرِيقِ (سنن ابن ماجہ: ۳۲۸) تین لعنت کی چیزوں: یعنی پانی لینے کی جگہ پر، سایہ میں (جہاں لوگ بیٹھتے ہوں) اور راستہ میں قضاے حاجت کرنے سے بچو، من املط اذی عن طریق المسلمین کتبت له حسنة و من تقبلت منه حسنة دخل الجنة (مجموعہ برائی کبیر: ۱۶۸۹۶) ”جس نے مسلمانوں کی راہ سے کسی تکلیف دہ چیز کو ہٹا دیا تو اس کے لئے ایک نیکی لکھی جائے گی، اور جس کی ایک نیکی قبول ہوگی تو وہ جنت میں داخل ہوگا“

رسول اللہ ﷺ نے راستہ سے ہٹانے والی چیز کو ”اذی“ کا نام دے کر اس بات کی

جانب اشارہ کر دیا کہ صرف مخصوص گندگیوں کو راستوں سے دور کر دینا کافی نہیں ہے، بلکہ راستہ کو ہر اس چیز سے صاف رکھنا ضروری ہے جو باعث ازیت ہو۔

چلنے ہوئے یا گاڑی میں سے سفر کے دوران کوڑا باہر نہیں پھینکنا چاہیے۔ پارکوں، تفریح گاہوں اور اجتماعی اداروں کو بھی اپنے گھر کی طرح رکھنا چاہیے۔ راستوں اور گزرگاہوں کو صاف رکھنا انتظامیہ کے ساتھ ہماری بھی ذمہ داری ہے۔ کچرے کی مناسب جگہ ہونا اور کچرا کھلانہ ہونا بھی انہیں میں شامل ہے۔

تعمیرات، زراعت، کان کنی کے ایسے طریقے اپنانا چاہئیں جو نہ صرف ابھی کے لیے بلکہ مستقبل کے لیے بھی محفوظ ہوں اور زمینی یا مٹی کی آلودگی سے بچائیں۔

زمینی یا مٹی کی آلودگی سے بچاؤ:

ان چیزوں کے استعمال اور تلف کرنے کے طریقوں اور جگہوں کا خیال رکھیں: پلاسٹک کی تھیلیاں، دھاتیں، کیمیکلز مثلاً کیمیائی کھاد، جراثیم کش ادویات، تیل، صنعتوں کے فضلات اور تابکار مادے، ہسپتالوں کے فضلات مثلاً دوائیں، سرجری اور مرلیضوں کی استعمال شدہ چیزیں۔ اسی طرح انسانی فضلات کو تلف کرنے کے لیے بلدیاتی انتظامی اداروں کو صحیح انتظامات کرنے چاہئیں۔

زمین کے لیے باعث حیات چیز بارش کی دعا اپنے ان الفاظ میں کی:

اللَّهُمَّ صَيِّبًا نَافِعًا - اے اللہ! اس بارش کو ہمارے لیے فائدہ مند بنا دے

بارش مٹی کی آلودگی کو کم کرنے کا سبب بنتی ہے لیکن زیادہ بارش زمین کے لئے نقصان دہ بھی ہے۔ اس لیے یہ دعا بھی سکھائی ہے: اَللَّهُمَّ حَوِّ اَيُّنَا وَلَا عَلَيْنَا ، اَللَّهُمَّ عَلَيَّ الْاَكْثَرُ وَالظُّرَابِ . وَبُطُونِ الْاَوْدِيَةِ . وَهَمَّائِ الشَّجَرِ يَا اللّٰهُ! ہماری بجائے ہمارے ارد گرد بارش نازل فرما، یا اللہ! ٹیلوں، پہاڑیوں، وادیوں اور درختوں کے گنے کی جگہ بارش نازل فرما! بخاری: (1014) املاک کو نقصان پہنچانا غلط ہے خواہ وہ کسی کی انفرادی یا اجتماعی مثلاً میدان، پارک، کوئی تعمیر شدہ چیز۔

زلزلے و زمینی آفات سے بچنے کی دعائیں بھی سکھائی گئی ہیں۔ ان آفات سے بہت کچھ تہہ و بالا ہوجاتا ہے۔

۱۰) درود یواری صفائی:

شریعت نے جہاں مساجد کی تعمیر کا حکم دیا ہے وہیں ان کی دیکھ بھال اور صفائی سترائی کا بھی حکم دیا ہے؛ چنانچہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: اَمَرَنَا رَسُولُ اللّٰهِ بِنَسَاءِ الْمَسَاجِدِ فِي الدُّوْرِ ، وَاَنْ تُنظَّفَ وَتُطَيَّبَ . [صحیح الترغیب: ۲۷۹]

”رسول اللہ ﷺ نے ہمیں آبادیوں اور کالونیوں میں مسجدیں بنانے کا حکم دیا ہے اور انہیں صاف ستھرا رکھنے اور خوشبو سے معطر کرنے کا حکم دیا ہے۔“ عرب تہذیب و تمدن سے کم آشنا تھے مسجد میں آتے تو عین نماز میں دیواروں پر یا سامنے زمین پر تھوک دیتے۔ آپ

ﷺ اس کو نہایت ناپسند فرماتے۔ دیواروں پر تھوک کے دھبوں کو خود چھڑی کی نوک سے کھرچ کر مٹاتے ایک دفعہ تھوک کا دھبہ دیوار پر دیکھا تو اس قدر غصہ آیا کہ چہرہ مبارک سرخ ہو گیا۔ ایک انصاری عورت نے دھبہ کو مٹایا اور اس جگہ خوشبو لاکر مٹی آپ ﷺ نہایت خوش ہوئے اور اسکی تحسین کی۔ (نسائی کتاب المساجد)

ایک دفعہ آپ ﷺ مسجد تشریف لائے، دیواروں پر جاجادھے تھے۔ آپ ﷺ کے ہاتھ میں گھوڑی تھی اس سے کھرچ کر تمام دھبے مٹائے۔ پھر لوگوں کی طرف خطاب کر کے غصہ کے لہجہ میں فرمایا۔ کیا تم پسند کرتے ہو کہ کوئی شخص تمہارے سامنے آکر تمہارے منہ پر تھوک دے۔ جب کوئی شخص نماز پڑھتا ہے تو خدا اس کے سامنے اور فرشتے اس کے داہنے جانب ہوتے ہیں۔ اسلئے انسان کو سامنے یا دائیں جانب تھوکنا نہیں چاہیے۔ (ترغیب و ترہیب)

۱۱) ماحول میں ترتیب اور نظم و ضبط:

اللہ تعالیٰ نے اس کائنات کو بھی مرتب اور منظم بنایا ہے۔ فرشتے اور پرندے صف بستہ ہوتے ہیں۔ زمین پر موجود تمام مخلوقات، چاند ستارے، سیارے، ہوا اور سورج ہر شے اس نظم و ضبط کی پابندی کر رہی ہے جو اللہ نے اس کے لیے مقرر کر دیا ہے۔ اجتماعی اخلاق کی جو تعلیم ہمیں سیرت سے ملتی ہے اس میں راستے سے پتھر ہٹانا، راستے میں نہ بیٹھنا، راستے کو نہ روکنا وغیرہ کائنات میں ترتیب و نظم کو برقرار رکھنے کے سلسلے کی ایک کڑی ہے۔ اپنی بستیوں میں حسن و ترتیب خراب کرنے والی چیزوں کو صحیح کرنا چاہیے مثلاً بے نگہم بل بورڈز، تاروں کے گچھے۔ اس زمین سے اوپر فضائے بسیط میں بھی انسان کی سرگرمیوں کے ساتھ خلائی کچرے میں اضافہ ہو رہا ہے۔ خلائی جہازوں، راکٹوں اور خلائی اسٹیشنز کے فاضل حصوں کو کم رکھنے اور تلف کرنے کی تدابیر پر عمل کرنا چاہیے۔

۱۲) چرند پرند کی حفاظت:

اللہ تعالیٰ نے قرآن میں ارشاد فرمایا: عقل مندوہ ہیں جو کہتے ہیں اے ہمارے پروردگار تو نے یہ سب کچھ بے فائدہ نہیں بنایا۔ تو پاک ہے پس ہمیں آگ کے عذاب سے بچا (آل عمران: ۱۹۱) اللہ نے ہر مخلوق کو کسی مقصد سے پیدا فرمایا حتیٰ کہ زمین میں چلنے والے کیڑے مکوڑے بھی زمین کی زرخیزی میں اضافہ کرتے ہیں، اڑنے والی تلیاں اور کھیاں بھی پھولوں کو پھولوں میں تبدیل کرنے میں مدد کرتی ہیں۔ آپ ﷺ نے ان بے ضرر کیڑے مکوڑوں کو مارنے کی سختی سے ممانعت فرمائی۔ ان النبی ﷺ نبی عن قتل اربع من الدوات: النملة والنحلة والهدد والصدد (سنن ابوداؤد: باب فی قتل الذر، مسند احمد: ۲۹۰) ”نبی ﷺ نے چار جانوروں کو قتل کرنے سے منع فرمایا: چوٹی، بھد کی کھی، ہد ہد اور لٹورا۔“

رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے: من قتل عصفورا عبثا عجز الی اللہ عزوجل یومہ القیامة یقول یارب ان فلانا قتلنی عبثاً ولم یقتلنی لمنفعة (سنن نسائی: ۷۰: ۴۳)

”جس نے عصفور کو بلا وجہ قتل کیا تو وہ چیز یا قیامت کے دن اللہ عزوجل کے سامنے بولے گی کہ اے میرے رب فلاں نے مجھے اپنی منفعت کی خاطر نہیں بلکہ بلا وجہ قتل کیا تھا۔“

وَإِذَا تَوَلَّى سَعَىٰ فِي الْأَرْضِ لِيُفْسِدَ فِيهَا وَيُهْلِكَ الْحَرْثَ وَالنَّسْلَ وَاللَّهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْفَاسِقِينَ (البقرة: ۲۰۵) جب اُسے اقتدار حاصل ہو جاتا ہے، تو زمین میں اُس کی ساری دوڑ دھوپ اس لیے ہوتی ہے کہ فساد پھیلائے، کھیتوں کو غارت کرے اور نسل انسانی کو تباہ کرے حالانکہ اللہ (جسے وہ گواہ بنا رہا تھا) فساد کو ہرگز پسند نہیں کرتا۔

۱۳) جانوروں کا خیال:

عن ابی ہریرۃ: رسول اکرم ﷺ نے ایک شخص کا واقعہ سنایا کہ اس نے ایک پیاسے کتے کو پانی پلایا اور اللہ تعالیٰ نے اس کی بخشش کر دی۔ صحابہ نے پوچھا: یا رسول اللہ! کیا جانوروں میں بھی ہمارے لیے اجر ہے؟ آپ نے فرمایا: ہر ذی روح جگر والے میں اجر ہے۔ (صحیح بخاری: کتاب الوضو)

عن عبداللہ بن عمر: رسول کریم ﷺ نے ایک عورت کا واقعہ سنایا جسے جنم میں بھیجا گیا۔ اس وجہ سے کہ اس نے ایک بلی کو بند کر رکھا تھا۔ اسے کھانا پانی بھی نہیں دیا اور نہ اسے چھوڑا کہ کیڑے مکوڑوں سے پیٹ بھر لے۔ (صحیح بخاری: کتاب المساقاة)

رسول اللہ ﷺ نے ایک پریشان حال اونٹ کو دیکھ کر اس کے ساتھ شفقت کا سلوک کیا۔ اس کے مالک سے کہا: کیا تمہیں اس جانور کے معاملے میں اللہ کا خوف نہیں ہے جسے اللہ نے تمہاری کفالت میں دیا ہے؟ اس نے مجھ سے شکایت کی ہے کہ تم اسے بھوکا رکھتے ہو اور اس پر اس کی سکت سے زیادہ بوجھ ڈالو۔ (سنن ابی داؤد)

عن ابی ہریرۃ: رسول اللہ نے فرمایا: ایک شخص سامان سے لدے ایک تیل پر سوار جا رہا تھا کہ تیل نے اس کی جانب رخ کر کے کہا کہ مجھے اس کام کے لیے پیدا نہیں کیا گیا بلکہ زمین جو تنے اور آب پاشی کے لیے پیدا کیا گیا ہے۔ (مسلم)

آپ نے جانوروں کو ہدف کے طور پر استعمال کیے جانے سے منع فرمایا ہے۔ (مسلم: کتاب فضائل الصحاب)

آپ نے کسی جانور کو کسی دوسرے جانور کے خلاف بھڑکانے اور اسانے سے منع فرمایا ہے۔ (سنن ابی داؤد)

آپ نے کسی رسول کا واقعہ بیان فرمایا۔ کسی چیونٹی نے انہیں کاٹا تھا اور انہوں نے اس کا بل جلا دیا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے ان سے فرمایا: ایک چیونٹی کے کاٹنے پر تم نے ہماری مخلوقات کی ایک پوری آبادی کو جلا ڈالا جو ہماری حمد و ثنا کرتی ہے۔ (مسلم: کتاب السلام)

ایک صحابی نے چڑیا کے گھونسلے سے بچے نکال لیے۔ چڑیا پریشان ہو کر چکر لگا رہی تھی۔ آپ نے ان صحابی کو بچے واپس رکھنے کا حکم دیا۔ (مشکوٰۃ)

آپ نے فرمایا: گھوڑوں کی پیشانی سے خیر وابستہ ہے۔ (متفق علیہ)

مشہور صحابی جن سے سب سے زیادہ احادیث مروی ہیں، ان کا نام ابوہریرہؓ مشہور تھا۔ جس کا مطلب ہے بلی کا باپ۔ ان کی پالتوبلی ہر وقت ان کے ساتھ رہتی تھی۔

آپؐ انبیاءؑ کے جس سلسلے کی تکمیل اور تصدیق کنندہ ہیں، ان میں سے حضرت نوحؑ نے جب دنیا کے پاکیزہ نفوس کو اپنے ساتھ کشتی میں سوار کیا، تو ان کے ساتھ اللہ کے حکم سے ہر جانور کا ایک ایک جوڑا بھی رکھا۔ اس طرح جانوروں کی انواع کی بقاء کی اہمیت سکھائی گئی ہے۔

- جانوروں کو تکلیف نہ دیں اور ان کا بھی ذی روح کی طرح خیال رکھیں۔
- ان سے وہی کام لیں جس کے لیے وہ موزوں ہیں۔
- جانور کی پوری آبادی کو ختم نہ کریں۔ مجموعی طور پر ان کی نسل کی بقاء کا اہتمام کیا جائے۔
- تمام مخلوقات کی فلاح و بہبود اور ان کے درمیان مشترکہ مفادات کا خیال رکھیں تاکہ اللہ کے منصوبے کے مطابق ان سے استفادہ کیا جاسکے۔

۱۴) نسل انسانی کی بقاء:

اللہ تعالیٰ نے کائنات میں جو توازن رکھا ہے وہ قیامت تک کے لئے ہے، اور انسانی نسل کشتی اس نظام میں بگاڑ کا باعث بنتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اسلام میں ہر وہ عمل ممنوع ہے جس سے انسانی نسلوں کا تسلسل متاثر ہو۔

وَ لَا تَقْتُلُوا أَوْلَادَكُمْ حَشِيْمَةً إِمْلَاقٍ تَكْفُرُ نَفْسُهُمْ وَ إِيَّاكُمْ أَنْ قَتَلْتُمْ كَانِ خَطَا كَبِيْرًا (بنی اسرائیل: ۳۱)

’اور غربت کے ڈر سے اپنی اولاد کو قتل نہ کرو، ہم انہیں بھی رزق دیں گے اور تمہیں بھی، بیشک انہیں قتل کرنا کبیرہ گناہ ہے‘

انسان کے لیے یہ بزم سچائی گئی ہے، لیکن اس کے ساتھ ساتھ انسان کے لیے وسائل human resource کی ترکیب بھی استعمال کی جاتی ہے۔ کیونکہ اس زمین کو آباد کرنے، ترقی دینے اور سجانے میں انسان سب سے بڑے اور اہم وسائل ہیں۔

اللہ عزوجل کا ارشاد ہے: هُوَ أَنشَأَكُمْ مِنَ الْأَرْضِ وَاسْتَعْمَرَكُمْ فِيهَا (ہود: ۶۱) ”اس نے تمہیں زمین (کے مادے) سے بنایا ہے اور اس میں تمہیں اس کو آباد کرنے والا بنایا ہے۔“

محمد ﷺ کا امتی ہونے کی حیثیت سے ہماری ذمہ داری ہے کہ رسول ﷺ کی تعلیمات اور اسوہ کی روشنی میں ماحول اور فطرت کی حفاظت، بقاء، تطہیر اور ترقی کے لیے اپنا کردار ادا کریں۔

- سب قدرتی وسائل کو خیر و فلاح کے لیے استعمال کریں۔
- فطری ماحول کو ترقی دینے کے ساتھ ساتھ فطرت سے اس کا تعلق توڑیں۔
- ان سب کے لیے انفرادی کوششوں کے ساتھ اداروں اور نظام صحیح ہونا بھی ضروری ہے۔

